

جون، جولائی ۱۹۰۸ء میں مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود کے متعلق

جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا موقف

احمدی بہنو، بھائیو اور بزرگو اور دیگر معزز قارئین کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ بات یاد رکھیں کہ زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد نہ حضورؐ کی زندگی میں آپکے گھر میں پیدا ہوا اور نہ ہی آپکی وفات کے بعد آپکے گھر میں پیدا ہوا۔ اس پر مخالفین نے کافی شور و غوغا کیا کہ زکی غلام اور مثیل مبارک احمد جس سے قوموں نے برکت پائی تھی وہ مرزا صاحب کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا لہذا مرزا صاحب نعوذ باللہ اپنے دعاوی میں جھوٹے ہیں۔ حضرت بائے سلسلہ کی وفات کے وقت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی عمر اُنیس (۱۹) سال تھی اور آپ اس وقت رسالہ تشیخ لاذہان کے ایڈیٹر تھے۔ آپ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد جس کو حضورؐ نے مصلح موعود قرار دیا تھا سے متعلق مبشر الہامات بطور خاص وہ مبشر الہامات جو مرزا مبارک احمد کی وفات کے بعد نازل ہوئے کے ضمن میں مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے مورخہ جون، جولائی ۱۹۰۸ء میں اپنے رسالہ تشیخ لاذہان میں لکھتے ہیں:-

(۱) ”اور پھر یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ زبان کے لحاظ سے بھی بیٹا آئندہ نسل کے کسی فرد پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ عربی میں اس طرح کثرت سے استعمال ہوتا ہے چنانچہ اکثر قبیلوں کے نام اُنکے کسی بزرگ کے نام پر ہوتے ہیں اور وہ اُسکی اولاد کہلاتی ہیں۔۔۔ جب دنیا اپنے طور پر ایک شخص کو صدیوں گزرنے کے بعد بھی ایک دوسرے شخص کا بیٹا قرار دیتی ہے اور عمر بن عبدالعزیز اور ہارون الرشید امیہ اور عباس کے لڑکے کہلاتے ہیں تو کیا وجہ کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی آئندہ ہونیوالے لڑکے کو اُن کے لڑکے کے نام سے پکار نہ سکے۔ کیا وہ کام جس کا انسان کو اختیار ہے خدا اُسکے کرنے سے معذور ہے۔؟ یا جب دنیا کے طالب ایک شخص کو کسی پہلے گزرے ہوئے شخص سے نسبت دیتے ہیں حالانکہ وہ اُس کا مستحق نہیں ہوتا تو کیا خدا جو خوب جانتا ہے کہ کون کس سے نسبت دینے جانے کے لائق ہے ایسا نہیں کر سکتا؟ آج وہ سید جو ہزاروں قسم کی بدیوں میں مبتلا ہیں اور لاکھوں گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور سینکڑوں قسم کی بدکاریاں صبح اور شام اُن سے سرزد ہوتی ہیں اور وہ جنکے اقوال ایک شریف آدمی کی زبان پر نہیں لائے جاسکتے۔ اور جنکے افعال ایسے نہیں ہیں کہ نیکوں کی مجلس میں اُنکا ذکر بھی کیا جائے تو آل محمدؑ کہلانے کے مستحق ہیں مگر حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی لڑکے کو اگر خدا تعالیٰ نے کسی مصلحت کی وجہ سے اُنکا لڑکا قرار دیا اور اُسکے وجود کی اُنکو بشارت دی تو وہ ناجائز ٹھہرا۔ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا ان سے بھی زیادہ محدود طاقتوں والا ہے؟ یا اُس کو نسبت دینے کا علم نہیں اور وہ اس بارہ میں غلطی کر بیٹھا ہے۔؟ (نعوذ باللہ) آج سینکڑوں نہیں ہزاروں لیکچرار اپنی تقریریں میں زور زور سے چلا چلا کر کہتے ہیں کہ اے بنی آدم ایسا مت کر یا ایسا کرو مگر اُن سے کوئی نہیں پوچھتا کہ ہمارے باپ کا نام تو آدم نہ تھا پھر تم کیوں ہم کو اس نام سے پکارتے ہو۔ مگر حضرت صاحب کی نسل میں سے ایک بچہ کو اگر اُنکا لڑکا قرار دیا گیا تو کونسا اندھیرا گیا۔ کفیٰ ہذا کا الہام

صاف ثابت کرتا ہے کہ بیٹے کے الہام آئندہ نسل کے کسی لڑکے کی نسبت ہیں اور پھر وہ الہام جس میں ہے کہ تیری اولاد تیرے نام سے مشہور ہوگی۔ اسکی اور بھی تائید کرتا ہے کہ آئندہ نسل کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا کہا جاسکتا ہے اور خدا تعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ کون اُنکا بیٹا ہونے کے لائق ہے اس لیے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی نسبت جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کر دے خبر دی جائے اور اُس کو حضرت صاحب کا بیٹا قرار دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ نبی کریمؐ نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہل فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی فاطمہ میں سے ہے پس کیا اہل فارس خود حضرت فاطمہ کے لڑکے بن جاتے ہیں۔ اور پھر اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جیسے قرآن و احادیث میں کثرت سے یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ سے اگر خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں کلام کیا تو کیا حرج واقع ہوا مثلاً۔ قرآن شریف میں یہودیوں کو بار بار بنی اسرائیل کے نام سے پکارا جاتا ہے حالانکہ اسرائیل کوفوت ہوئے قریباً اڑھائی ہزار برس گذر گئے تھے اور یہودیوں کو پھر بھی خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نام سے پکارا ہے اگر یہ محاورہ عرب کا نہ ہوتا اور کتب الہیہ میں ایسا طریق نہ ہوتا تو اُس وقت کے یہودی جو بات بات پر اعتراض کرتے تھے فوراً بول اُٹھتے اور شور مچا دیتے کہ دیکھو ایسا مت کہو ہم بنی اسرائیل نہیں۔ اور اپنے والدین کا نام بتاتے کہ اُنکی اولاد سے ہیں اور پھر قرآن شریف میں حضرت ابراہیمؑ کی نسبت آتا ہے کہ ووہبنالہ اسحق و یعقوب یعنی ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو اسحق اور یعقوب عطا کیے حالانکہ حضرت یعقوبؑ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے نہ تھے بلکہ حضرت اسحقؑ کے لڑکے تھے پس معلوم ہوا کہ خدا کے کلام میں ایسا آجاتا ہے اور اس میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔“ (رسالہ تشخیز لاذہان ولیم۔ ۳ نمبر ۶۔ ۷ صفحات ۲۹۷ تا ۳۰۰۔ مورخہ جون، جولائی ۱۹۰۸ء)

(II) ”غور کرو کہ قرآن شریف میں صاف آتا ہے وَجَا هِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ط هُوَا جِتْبِكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ط مَلَّةَ اَبِيكُمْ اِبْرَاهِيمَ ط هُوَا سَمُّكُمْ الْمُسْلِمِينَ۔ (پارہ ۱۷۷۔ سورۃ حج رکوع ۱۰ع) اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں خوب کوشش جس نے پسند کیا تم کو اور نہیں کی تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی وہ دین جو تمہارے باپ ابراہیمؑ کا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اب کیا ان آیات سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کے باپ کا نام ابراہیمؑ ہوتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو حضرت ابراہیمؑ کی طرز پر کام کرتا اور اُنکے بتائے ہوئے رستہ پر چلتا ہے اور اسلام قبول کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایسا ہے جیسے ابراہیمؑ کا بیٹا۔ ورنہ یہ بات تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کی سینکڑوں قومیں ایسی ہیں جو اسلام میں داخل ہیں مگر حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے نہیں اور نہ اُنکی قوم کا حضرت ابراہیمؑ کے خاندان سے کوئی تعلق ہے پس جب خدا تعالیٰ نے ہر ایک اُس شخص کو جو مسلمان ہوتا ہے اور خدا کی راہ میں کوشش کرتا ہے حضرت ابراہیمؑ کا بیٹا قرار دیا اور بیٹے کے لفظ کو اس قدر وسیع کر دیا کہ بنی اسمعیل اور بنی اسرائیل کی بھی کوئی شرط نہ رکھی تو پھر اگر آج اُس خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی کو انہیں کا بیٹا قرار دیا تو کیا حرج ہے جبکہ آج بیس کروڑ انسان جو مسلمان کہلاتے ہیں خواہ عرب کے رہنے والے ہوں یا شام کے۔ غرضیکہ ایران افغانستان ہندوستان چین جاپان کے علاوہ یورپ و امریکہ کے باشندے بھی حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے کہلا سکتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اُنکو ابراہیمؑ کے بیٹے قرار دیتا ہے تو ایک شخص کو اگر حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا قرار دیا گیا تو کیا غضب ہوا۔ پھر حدیث دیکھتے ہیں تو اس میں بھی بہت سے ایسے محاورات پاتے ہیں مثلاً معراج کی رات جب

آنحضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے حضرت ابراہیم کی نسبت پوچھا کہ یہ کون ہیں تو ان کو انہوں نے جواب میں کہا ہذا ابوک صالحاً یعنی یہ تیرا نیک باپ ہے، اور ایسا ہی حضرت آدم کی نسبت فرمایا **پس جب قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے تو پھر حضرت اقدس پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے کہ انکو ایک لڑکے کا وعدہ تھا جو پورا نہ ہوا۔ خدا کے وعدے ٹلا نہیں کرتے اور وہ پورے ہو کر رہتے ہیں اسی طرح یہاں بھی ہوگا۔ ان الہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدس سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا۔ اور اس میری بات کی تائید خود حضرت اقدس کے اس الہام سے بھی ہوتی ہے جو میں اوپر درج کر آیا ہوں یعنی کفسیٰ ہذا۔ جسکے معنی یہ تھے کہ حضرت اقدس کے ہاں اب زینہ اولاد نہ ہوگی چنانچہ اُسکے بعد دو لڑکیاں ہوئیں اور لڑکا کوئی نہیں ہوا۔ اور خود حضرت اقدس کا بھی یہی خیال تھا کیونکہ انہوں نے بھی ایک الہام جس میں بیٹے کی بشارت تھی اپنے پوتے پر لگایا تھا ورنہ اگر انکو یہ خیال ہوتا کہ میرے ہی بیٹا ہوگا تو پوتے پر کیوں لگاتے۔ سمجھتے کہ آئندہ بیٹا ہوگا اور وہ الہام پورا ہو جائے گا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ وہ الہامات کسی آئندہ نسل کے لڑکے کی نسبت تھے خواہ پوتا ہو یا پڑپوتا ہو یا کچھ مدت بعد ہو۔“ (رسالہ تشخیز لا ذہان ولیم ۳ نمبر ۶۔ ۷ صفحات ۳۰۱ تا ۳۰۳۔ مورخہ جون، جولائی ۱۹۰۸ء)**

(۱۱۱) ”نبی کریم ﷺ نے ریل کی سواری کی خبر دی تھی جو آجکل آ کر پوری ہوئی تو کیا بیچ کی بارہ صدیوں کے لوگ دین اسلام کو ترک کر دیتے اور کفر اختیار کر لیتے کہ وہ نئی سواری کا وعدہ پورا نہیں ہوا۔ پس جب سب نبیوں سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے اور انہوں نے آئندہ زمانہ کی خبریں بھی دی ہیں تو اگر حضرت مسیح موعودؑ نے کچھ آئندہ کی خبریں دی اور بتایا کہ میری نسل میں سے ایک ایسا لڑکا ہوگا **بیٹ اس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اُس کی مدد کیلئے اُتر آیا تو کیا ہوا اس سے تو اُنکی اور بھی سچائی ثابت ہوگی اور اُس وقت کے لوگ اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھیں گے اور مزہ اٹھائیں گے۔ آجکل کے لوگوں سے جو وعدے ہیں وہ اُن پر غور کریں اور اُن پر جو شکوک ہیں وہ بیان کریں اور تو بہ استغفار ساتھ کرتے رہیں تا انہیں اصل حقیقت معلوم ہو اور خدا اپنے خاص فضل سے اُن پر سچائی کھول دے اور وہ صراطِ مستقیم دیکھ لیں تا کہ ہلاکت سے بچ جائیں۔ ورنہ جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں یہ بیٹے کی پیشگوئی تو کسی ایسے لڑکے کی نسبت ہے، جو آپکی نسل سے ہوگا اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اُسکے ساتھ ہوگی۔ اور یہ بھی میں ثابت کر آیا ہوں کہ حضرت اقدس کے الہامات میں ہی اس قسم کے استعارہ نہیں ہیں بلکہ پہلے نبیوں کے کلام میں قرآن وحدیث میں بھی ہیں کہ بیٹا کہا جاتا ہے اور مراد نسل میں سے کوئی آدمی ہوتا ہے۔“ (رسالہ تشخیز لا ذہان ولیم ۳ نمبر ۶۔ ۷ صفحہ ۳۰۵۔ مورخہ جون، جولائی ۱۹۰۸ء)**

خاکسار۔ عبدالغفار جنبہ/کیل۔ جرمنی

موعود کی غلام مسیح الزماں (مجدد صدی پانزدہم)

۲۶ مارچ ۲۰۱۳ء

☆☆☆☆☆☆☆☆

p. 297-
298:

اور پھر یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ زبان کج معانی سے بھی

آئندہ نسل کے کسی فرد پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ عربی میں اہل کفر کے استعمال ہوا ہے چنانچہ اکثر
قبیلوں کے نام آج بھی کسی بزرگ کے نام پر پڑتے ہیں اور وہ اسکی اولاد کہلاتے ہیں

p. 298-
300:

جب دنیا اپنے طور پر ایک شخص کو صدیوں گزرنیکے بعد بھی ایک دوسرے شخص کا ميثا قرار دیتی ہے
اور عمر بن عبدالعزیز اور ہارون الرشید رامیہ اور عباس کے لڑکے کہلاتے ہیں تو کیا وہ خدا تعالیٰ
حضرت مسیح موعود کی نسل میں سے کسی آئندہ ہونے والے لڑکے کو انکو لڑکے کو نام سے پکارتے ہیں؟
کیا وہ کام جبکا انسان کو اختیار ہے خدا اسکو معذور ہو یا جب دنیا کے طالب ایک
شخص کو کسی پہلو گزروں سے شخص سے نسبت دیتی ہیں حالانکہ وہ اسکا مستحق نہیں ہوتا تو کیا خدا
جو خوب جانتا ہے کہ کون کس سے نسبت دینے جائیکو لائق ہو ایسا نہیں کر سکتا؟ آج وہ سیتہ

ہزاروں قسم کی بیویوں میں مبتلا ہیں اولاد لکھوں گنا ہو چکی ہے تو کب سوتے ہیں اور سیکڑوں قسم کی
بہاریاں مسیح اور شام اُنسو سرزد ہوتی ہیں اور وہ جیسے اقوال ایک شریف آدمی کی زبان پر نہیں
ہو سکتے۔ اور جیسے افعال ایسے نہیں ہیں کہ نیکو کجی مجلس میں انکا ذکر بھی کیا جاتا تو ان محمد
کہا نیکے مستحق ہیں مگر حضرت مسیح موعود کی نسل میں سے کسی لڑکے کو اگر خدا تعالیٰ نے کسلی صلیحت
سیوچہ انکا لڑکا قرار دیا اور اسکو وجود کی انکو بشارت دی تو وہ ناجائز شہلہ کیا یہ لوگ سمجھتے
ہیں خدا اپنے سے بھی زیادہ محدود طاقتوں والا ہے؟ یا اسکو نسبت دینے کا علم نہیں اور وہ اس بارہ میں
ظلمی کر بیٹھتا ہے؟ (نعوذ باللہ) آج سیکڑوں نہیں ہزاروں بیکچار اپنی تقریریں زور زور سے
پہنچاتا کرتے ہیں کہ سارے بنی آدم ایسا مت کرو یا ایسا کر دو مگر اُنسو کوئی نہیں پوچھتا کہ ہاں یا پک
نہم تو آدم تھا پھر تم کیوں ہو انساں نام سے پکارتے ہو۔ مگر حضرت صاحب کی نسل میں سے ایک بچہ کو اگر انکا
لڑکا قرار دیا گیا تو کونسا اندھیہ لگیا۔ کئی ہذا کا الہام صحت ثابت کرتا ہے کہ بیٹے کا الہام آئندہ نسل
کے کسی لڑکے کی نسبت ہیں اور پھر وہ الہام جہیں ہے کہ تیری اولاد تیری نام سے مشہور ہوگی جو
اسکی اور بھی تائید کرتا ہے کہ آئندہ نسل کو بھی حضرت مسیح موعود کا ميثا کہا جاسکتا ہے اور خدا تعالیٰ
نورب جانتا ہے کہ کون انکا ميثا ہو نیکے لائق ہے اس بیٹے اگر کسی غیر انشان لڑکے کی نسبت جو
دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کر دے خرید جائے اور اسکو حضرت صاحب کا ميثا قرار دیا جائے
تو کیا حرج ہے۔ نبی کریم نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہل فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی قاطیہ میں
سے ہے پس کیا اہل فارس خود حضرت فاطمہ میں سے لڑکے بنجاتے ہیں۔ اور پھر اس بات پر
غور کرنا چاہیے کہ جیسے قرآن و احادیث میں کثرت سے یہ محاورہ استعمال ہوا ہے تو حضرت
سیح موعود سے اگر خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں کلام کیا تو کیا حرج واقع ہوا؟ مثلاً
قرآن شریف میں یہودیوں کو بار بار بنی اسرائیل کے نام سے پکارا جاتا ہے حالانکہ اسرائیل کے
وقت ہونے قریباً اڑھائی ہزار برس گزر گئے تھے اور یہودیوں کو پھر بھی خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل

کے نام پر پکارا ہے اگر یہ محاورہ چکنا چور تھا اور کتب النبیہ میں ایسا طریق نہ تھا تو اس وقت کے یہودی چرو بات بات پر اعتراض کرتے تھے فوراً بول اٹھتے اور شور مچا دیتے کہ دیکھو ایسا تم کو ہم بنی اسرائیل نہیں۔ اور اپنے والدین کا نام بتاتے کہ ان لوگوں کی اولاد سحی میں اور پھر قرآن شریف میں حضرت ابراہیمؑ کی نسبت آتا ہے کہ وہ ہبنالہ اسحق و یعقوب یعنی ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو اسحق اور یعقوب عطا کیے حالانکہ حضرت یعقوبؑ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے تھے بلکہ حضرت اسحقؑ کے بڑے تھے پس معلوم ہوا کہ خدا کے کلام میں ایسا آجائے ہوا اور اس میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔

p. 300:

اور بیٹے سے پوتا یا پڑوتا یا نسل میں سے کوئی اور شخص مراد ہو سکتا ہے اور اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہوتی۔

p. 301-
303:

غور کرو کہ قرآن شریف میں صاف
 آپے و جاہد و اخی اللہ حق جہاداً ہوا اجتنبکم و ما جعل
 علیکم فی الدین من حرج ملة ابراہیمؑ ہوستمکم المسلمین
 (پارہ ۱۷ - سورۃ حج رکوع ۱۰) اور کوشش کرو اس کی راہ میں خوب کوشش
 پس نے پسند کیا تمکو اور نہیں کی تمہارے بیٹے دین میں کوئی تنگی وہ دین جو
 تمہارے باپ ابراہیمؑ کا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اب کیا
 ان آیات سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کے باپ کا نام ابراہیمؑ ہوتا ہے
 نہیں ہرگز نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو حضرت ابراہیمؑ کی طرز پر کام کرتا
 اور ان کے بتائے ہوئے رستہ پر چلتا ہے اور اسلام قبول کرتا ہے وہ خدا
 کے نزدیک ایسا ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ کا بیٹا۔ ورنہ یہ بات تو ہر ایک شخص
 بھر سکتا ہے کہ دنیا کی سیکڑوں قومیں ایسی ہیں جو اسلام میں داخل ہیں مگر

حضرت ابراہیم کی نسل سے نہیں اور نہ انکی قوم کا حضرت ابراہیم کے خاندان سے کوئی تعلق ہے پس جب خدا تعالیٰ نے ہر ایک اس شخص کو جو مسلمان ہو گا اور خدا کی راہ میں کوشش کرتا ہے حضرت ابراہیم کا بیٹا قرار دیا اور بیٹے کے لفظ کو اس قدر وسیع کر دیا کہ بنی اسمعیل اور بنی اسرائیل کی بھی کوئی شرط نہ رکھی تو پھر اگر آج اُس خدا نے حضرت مسیح موعود کی نسل میں سے کسی کو انہیں کا بیٹا قرار دیا تو کیا حرج ہے جبکہ آج میں کروڑا انسان جو مسلمان کہلاتے ہیں خواہ عرب کے رہتے ہوں یا شام کے۔ غرض کہ ایران افغانستان ہندوستان چین جاپان کے علاوہ یورپ و امریکہ کے باشندے بھی حضرت ابراہیم کے بیٹے کہلا سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں انکو ابراہیم کے بیٹے قرار دیتا ہے تو ایک شخص کو اگر حضرت مسیح موعود کا بیٹا قرار دیا گیا تو کیا غضب ہوا۔ پھر حدیث دیکھتے ہیں تو اس میں بھی بہت سے ایسے محاورات پاتے ہیں مثلاً معراج کی رات جب آنحضرت صلعم نے جبریل علیہ السلام سے حضرت ابراہیم کی نسبت پوچھا کہ یہ کون ہیں تو انکو انہوں نے جواب میں کہا کہ ہذا ابو لک صالحاً یعنی یہ تیرا نیک باپ ہے اور ایسا ہی حضرت آدم کی نسبت فرمایا پس جب قرآن و حدیث سے یہ بات صاف ثابت ہے تو پھر حضرت اقدس پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے کہ انکو ایک لڑکے کا و مدد تھا جو پورا نہ ہوا۔ خدا کے وعدے ٹالنا نہیں کرتے اور وہ پورے ہو کر رہتے ہیں اسی طرح یہاں بھی ہوگا۔ ان الہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدس سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک

ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائیگا۔ جیسے کہ حضرت یحییٰ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا۔ اور اس میری بات کی تائید خود حضرت اقدس کے اس الہام سے بھی ہوتی ہے جو میں اوپر صریح کر آیا ہوں یعنی کفنی ہذا جسکے سننے یہ تھے کہ حضرت اقدس کے ہاں اب فریضہ اولاد نہ ہوگی چنانچہ اُس کے بعد دو لڑکیاں ہوئیں اور لڑکا کوئی نہیں ہوا۔ اور خود حضرت اقدس کا بھی یہی خیال تھا کہ انہوں نے بھی ایک الہام بس میں بیٹے کی بشارت تھی اپنے پوتے پر لگایا تھا اور نہ انکو یہ خیال ہوتا کہ کہ میرے ہی بیٹا ہوگا تو پوتے پر کیوں لگاتے۔ سمجھتے کہ آئندہ بیٹا ہوگا اور وہ الہام پورا ہو جائے گا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ وہ الہامات کسی آئندہ نسل کے لڑکے کی نسبت تھے خواہ پوتا ہو یا پڑوتا ہو یا کچھ مدت بعد ہو۔

نبی کریم نے ریل کی سواری کی خیر دی تھی جو آجکل آکر پوری ہوئی تو کیا بیچ کی بارہ
 صدیوں کے لوگ دین اسلام کو ترک کر دیتے اور کفر اختیار کر لیتے کہ وہ نبی
 سواری کا وعدہ پورا نہیں ہوا۔ پس جب سب نبیوں سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے
 اور انہوں نے آئندہ زمانہ کی خبریں بھی دی ہیں تو اگر حضرت مسیح موعودؑ نے کچھ آئندہ
 کی خبریں دی اور بتایا کہ میری نسل میں سے ایک ایسا لڑکا ہوگا کہ ہیبت اس قدر
 ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اُس کی مدد کے لیے اتر آیا تو کیا ہوا اس سے تو
 انہی اور بھی سچائی ثابت ہوگی اور اُس وقت کے لوگ اس پیشگوئی کو پورا ہوتے
 دیکھیں گے اور مزہ اٹھائیں گے۔ آجکل کے لوگوں سے جو وعدہ میں وہ انہیں پورا
 کریں اور انہیں جو شکوک ہیں وہ بیان کریں اور توبہ استغفار ساتھ کرتے رہیں
 تا انہیں اصل حقیقت معلوم ہو اور خدا اپنے خاص فضل سے انہیں سچائی کھول دے
 اور وہ صراطِ مستقیم دیکھیں تاکہ ہلاکت سے بچ جائیں۔ ورنہ جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں
 یہ بیٹے کی پیشگوئی تو کسی ایسے لڑکے کی نسبت ہے جو آپ کی نسل سے ہوگا اور بڑی
 شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اُسکے ساتھ ہوگی۔ اور یہ بھی میں ثابت کر آیا
 ہوں کہ حضرت اقدس کے الہامات میں ہی اس قسم کے استعارہ نہیں ہیں بلکہ
 پہلے نبیوں کے کلام میں اور قرآن و حدیث میں بھی ہیں کہ میٹا کہا جاتا ہے اور
 مراد نسل میں سے کوئی آدمی ہوتا ہے۔

کیا آپ کو خبر نہیں کہ **يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ نَكَاحِ** آسمان پر پڑھا گیا یا عرش پر مگر آخر وہ سب کاروائی شرطی تھی۔ شیطانی وساوس سے الگ ہو کر اس کو سوچنا چاہئے۔ کیا یونس کی پیگھوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی۔ جس میں بتلایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہو گا۔ مگر عذاب نازل نہ ہوا حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی۔ پس وہ خدا جس نے اپنا ایسا ناطق فیصلہ منسوخ کر دیا کیا اس پر مشکل تھا کہ اس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی اور وقت پر ٹال دے۔ (حقیقۃ الوجودی تہ ص ۱۳۳، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۷۰-۵۷۱) اب غور کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ اس پیگھوئی کی نسبت اپنی زندگی میں ہی لکھ گئے ہیں اور فیصلہ کر گئے ہیں کہ یا تو وہ کسی اور وقت پر ٹل گیا ہے یا بالکل فسخ ہو گیا ہے۔ پس اب اس پیگھوئی پر اعتراض کرنا نہایت جہالت پر دلالت کرتا ہے۔ کاش کہ لوگ پہلے بات کی تہ کو پہنچیں اور پھر اعتراض کیا کریں۔ یاد رہے کہ آج سے ایک سال پہلے حضرت اقدسؑ یہ فیصلہ کر چکے ہیں۔ کہ وہ نکاح بوجہ عورت اور مرد دونوں کے رشتہ داروں کے رجوع کے منسوخ ہو چکا ہے۔ اور اگر آپ ایسا نہ بھی لکھتے تو بھی چونکہ وہ پیگھوئی شرطی تھی۔ ہر ایک عقلمند انسان سمجھ سکتا تھا کہ چونکہ ان لوگوں نے جن کی نسبت یہ پیگھوئی تھی رجوع کیا اور توبہ کی اور اس شوفی سے باز آئے جو وہ پہلے دکھلاتے تھے تو وہ فیصلہ بھی ان پر سے ٹل گیا۔ پس باوجود اس کے پھر اعتراض کرنا اچھا نہیں۔ اور ہر ایک معترض کو خدا سے ڈرنا چاہئے کہ وہ بڑی غیرت والا ہے اور اپنی آیات پر ہنسنے والوں کو بغیر سزا کے نہیں چھوڑتا۔

(۳) تیسری بات جس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ وہ پانچویں بیٹے کی پیگھوئی ہے جس کی نسبت مخالفین سلسلہ کا خیال ہے کہ وہ اب تک پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ حضرت اقدسؑ نے مواہب الرحمن کے صفحہ ۱۳۹ پر صاف طور سے لکھا تھا۔ کہ **بَشَّرْنَا بِخَامِسٍ فَمِنْ حِينَئِذٍ مِنَ الْأَخْيَانِ** یعنی مجھے ایک پانچویں بیٹے کی بشارت دی گئی ہے اور اسی طرح اور بہت سے الہامات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کے ہاں ایک اور لڑکا پیدا ہونے والا ہے مثلاً یہ کہ **إِنَّا نُنَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ**۔ **يُنزِلُ مَنزِلَ الْمُبَارَكِ**۔ **سَأَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا**۔ **رَبِّ هَبْ لِي ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً** **إِنَّا نُنَبِّئُكَ بِغُلَامٍ** **إِسْمُهُ يَحْيَىٰ**۔ **مُظَهَّرُ الْحَقِّ وَالْعَلَا كَانَ اللَّهُ نُزُلًا مِنَ السَّمَاءِ** مگر ان پیگھوئیوں کے ساتھ ہی مخالفین کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت اقدسؑ کا ایک الہام جو کہ اخبار الحکم ۳۰ جون ۱۸۹۹ء کو شائع ہو چکا ہے۔ یعنی **إِنِّي أَسْقَطُ مِنَ اللَّهِ وَأُصِيبُهُ** یعنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہوں اور اسی کی طرف جاتا ہوں۔ پھر اس کے بعد الہام ہوا **”كُفَىٰ هَذَا“**۔ اور ساتھ ہی لکھا ہے کہ یہ مبارک احمد کی

ولادت کے وقت کے الہام ہیں اب ہر ایک غور کرنے والا انسان سمجھ سکتا ہے کہ پہلے الہام سے تو ثابت ہوتا تھا کہ ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو بچپن میں ہی فوت ہو جائے گا۔ اور دوسرے الہام کے یہ معنی ہیں کہ یہ نسل یا یہ اولاد کافی ہے اور اب اس کے بعد کوئی نرینہ اولاد نہیں ہوگی چنانچہ پہلے الہام کے مطابق مبارک احمد آٹھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ اور دوسرے الہام کے مطابق آپ کے ہاں اور کوئی نرینہ اولاد نہیں ہوئی اور تین چار برس کا عرصہ دراز گذرا کہ آپ کو الہام ہوا کہ إِنَّا نُنَبِّئُكَ بِغَلَامٍ اور اس الہام کو آپ نے اپنے پوتے پر لگایا کیونکہ جب دونوں کلام خدا کی طرف سے تھے۔ تو ان میں تقاض نہیں ہونا چاہئے تھا اور دونوں ایک دوسرے کے مطابق ہونے چاہئیں تھے۔ چنانچہ علم نے بھی اسی بات کے خیال سے آئندہ بیٹے کے الہام کو اپنے پوتے پر چسپاں کیا۔ کیونکہ پوتا بھی بیٹے کے قائم مقام ہوتا ہے۔ پس اس کے بعد لازم ہے کہ ہر ایک الہام جو آئندہ بیٹے کی نسبت ہو وہ آئندہ نسل کے لئے ہو۔ اور پھر یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ زبان کے لحاظ سے بھی بیٹا آئندہ نسل کے کسی فرد پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ عربی میں اس طرح کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اکثر قبیلوں کے نام ان کے کسی بزرگ کے نام پر ہوتے ہیں۔ اور وہ اس کی اولاد کہلاتے ہیں۔ چنانچہ بنو ہاشم اور بنو قریظہ کے دو قبیلے جو مکہ اور مدینہ کے ہیں۔ مسلمانوں کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایک تو وہ قبیلہ ہے جس سے نور اسلام کا درخت پھوٹا اور ایک وہ ہے جس نے اس کے تباہ کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اور پھر بنی امیہ کی خلافت اور بنی عباس کی سلطنت بھی فراموش نہیں کی جا سکتیں۔ اے دلوں کے اندھو! غور کرو!! کیا ہارون الرشید اور مامون الرشید عباس کے بیٹے تھے یا خلیفہ مروان اور عمر بن عبد العزیز امیہ کے لڑکے تھے؟ ہاں ذرا تدبیر سے کام لو اور دیکھو! کہ حضرت اقدسؑ کا ایک الہام ہے جو آج سے تیس برس پہلے شائع ہو چکا ہے کہ يَنْقَطِعُ مِنْ آبَائِكَ وَ يُبْدَأُ مِنْكَ یعنی آئندہ تیرے بڑوں کا نام اڑایا جائے گا اور تیری نسل کا نام تجھ سے مشہور ہو گا۔ اور دوسرے یہ کہ اوروں کی نسل ہلاک کی جائے گی اور آپ کی رکھی جائے گی۔ مگر وہ جو تقویٰ اختیار کریں اس سے مستثنیٰ ہوں گے مگر بہر حال آئندہ نسل آپ کے نام پر شروع ہوگی اور آپ کی اولاد کہلائے گی۔ سو اگر اس الہام کی بناء پر ایک آئندہ ہونے والے لڑکے کی بشارت اس رنگ میں دے دی گئی کہ وہ تیری ہی اولاد سے ہو گا تو کیا حرج ہوگا۔ جب دنیا اپنے طور پر ایک شخص کو صدیوں گزرنے کے بعد بھی ایک دوسرے شخص کا بیٹا قرار دیتی ہے اور عمر بن عبد العزیز اور ہارون الرشید امیہ اور عباس کے لڑکے کہلاتے ہیں تو کیا وجہ کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی

آئندہ ہونے والے لڑکے کو ان کے لڑکے کے نام سے پکار نہ سکے۔ کیا وہ کام جس کا انسان کو اختیار ہے خدا اسکے کرنے سے معذور ہے؟ یا جب دنیا کے طالب ایک شخص کو کسی پہلے گذرے ہوئے شخص سے نسبت دیتے ہیں حالانکہ وہ اس کا مستحق نہیں ہوتا۔ تو کیا خدا جو خوب جانتا ہے کہ کون کس سے نسبت دیئے جانے کے لائق ہے ایسا نہیں کر سکتا؟ آج وہ سید جو ہزاروں قسم کی بدیوں میں مبتلا ہیں اور لاکھوں گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور سینکڑوں قسم کی بدکاریاں صبح اور شام ان سے سر زد ہوتی ہیں۔ اور وہ جن کے اقوال ایک شریف آدمی کی زبان پر نہیں لائے جاسکتے اور جن کے افعال ایسے نہیں ہیں کہ نیکوں کی مجلس میں ان کا ذکر بھی کیا جائے تو آل محمد ﷺ کھلانے کے مستحق ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی لڑکے کو اگر خدا تعالیٰ نے کسی مصلحت کی وجہ سے ان کا لڑکا قرار دیا اور اس کے وجود کی ان کو بشارت دی تو وہ ناجائز ٹھہرا؟ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا ان سے بھی زیادہ محدود طاقتوں والا ہے؟ یا اس کو نسبت دینے کا علم نہیں اور وہ اس بارے میں غلطی کر بیٹھتا ہے؟ (نعوذ باللہ) آج سینکڑوں نہیں ہزاروں لیکچرار اپنی تقریروں میں زور زور سے چلا چلا کر کہتے ہیں کہ اے بنی آدم ایامت کرو۔ ایسا کرو۔ مگر ان سے کوئی نہیں پوچھتا کہ ہمارے باپ کا نام تو آدمؑ نہ تھا۔ پھر تم کیوں ہم کو اس نام سے پکارتے ہو۔ مگر حضرت صاحبؑ کی نسل میں سے ایک بچہ کو اگر ان کا لڑکا قرار دیا گیا تو کون سا اندھیرا گیا۔ کھفی هذا کا الہام صاف ثابت کرتا ہے کہ بیٹے کے الہام آئندہ نسل کے کسی لڑکے کی نسبت ہیں۔ اور پھر وہ الہام جس میں ہے کہ تیری اولاد تیرے نام سے مشہور ہوگی۔ اس کی اور بھی تائید کرتا ہے کہ آئندہ نسل کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا کہا جاسکتا ہے۔ خدا تعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ کون ان کا بیٹا بننے کے لائق ہے اس لئے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی نسبت جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کر دے خبر دی جائے اور اس کو حضرت صاحبؑ کا بیٹا قرار دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہل فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی فاطمہ میں سے ہے پس کیا اہل فارس خود حضرت فاطمہؑ کے لڑکے بن جاتے ہیں۔ اور پھر اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ جیسے قرآن و حدیث میں کثرت سے یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعودؑ سے اگر خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں کلام کیا تو کیا حرج واقعہ ہوا مثلاً قرآن شریف میں یہودیوں کو بار بار بنی اسرائیل کے نام سے پکارا جاتا ہے حالانکہ اسرائیل کو فوت ہوئے قریباً اڑھائی ہزار برس گذر گئے تھے۔ اور یہودیوں کو پھر بھی خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نام سے پکارا ہے اگر یہ محاورہ عرب کا نہ ہوتا اور کتب الہیہ میں ایسا طریق نہ ہوتا تو اس وقت کے یہودی جو

بات بات پر اعتراض کرتے تھے فوراً بول اٹھتے اور شور مچا دیتے کہ دیکھو ایسا مت کہو ہم بنی اسرائیل نہیں۔ اور اپنے والدین کا نام بتاتے کہ ان لوگوں کی اولاد سے ہیں۔ اور پھر قرآن شریف میں حضرت ابراہیم کی نسبت آتا ہے کہ **وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ (الانعام: ۸۵)** یعنی ہم نے حضرت ابراہیم کو اسحق اور یعقوب عطا کئے حالانکہ حضرت یعقوب حضرت ابراہیم کے بیٹے نہ تھے۔ بلکہ حضرت اسحق کے لڑکے تھے۔ پس معلوم ہوگا کہ خدا کے کلام میں ایسا آجاتا ہے اور اس میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ اور پھر قرآن شریف میں آتا ہے **وَإِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ (البقرہ: ۶۳)** حالانکہ مخاطب تو وہ تھے جو نبی کریم ﷺ کے مخالف تھے۔ اور حوالہ ان کا دیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں گذرے ہیں۔ کیا یہودیوں کا حق نہ تھا کہ وہ کہتے کہ یہ غلط ہے ہم سے طور کے نیچے کوئی معاہدہ نہیں لیا گیا۔ مگر افسوس کہ وہ آج کل کے معترضین سے زیادہ سمجھ رکھتے تھے اور جانتے تھے کہ کبھی پہلوں کا نام لیا جاتا ہے اور مخاطب پچھلے کئے جاتے ہیں۔ اور پہلے مراد ہوتے ہیں۔ اور بیٹے سے پوتا یا پڑپوتا یا نسل میں سے کوئی اور شخص مراد ہو سکتا ہے اور اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہوتی۔ پھر مسلمانوں کو بہت سے حکم قرآن شریف میں دیئے گئے ہیں۔ مثلاً **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ (الطلاق: ۲)** یعنی اے نبی جب طلاق دو تم عورتوں کو تو طلاق دو ان کو ان کی عدت پر۔ تو کیا یہ احکام خاص حضرت نبی کریم ﷺ کے لئے ہیں۔ اور دوسرے مسلمان اس سے بری ہیں۔ اور اگر بفرض محال وہ شامل ہو گئے تو آج کل کے مسلمان تو ضرور اس کی پابندی سے آزاد ہوں گے۔ پس جب ایسا نہیں ہے اور کلام الہی میں اس قسم کا کلام آجاتا ہے۔ تو اس بے فائدہ اعتراض سے کیا فائدہ۔ اعتراض تو ایسا ہونا چاہئے جو عقل کے مطابق ہو اور پہلے انبیاء پر نہ پڑے جب ایک اعتراض سے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور کل انبیاء علیہم السلام پر حرف آتا ہے تو ایسا اعتراض بجائے فائدہ کے البتہ العذاب الہی کا موجب ہوتا ہے۔ پس وہ جو اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں اور اپنے دلوں میں خوش ہوتے ہیں چاہئے کہ ڈریں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی غیرت شریر کو سزا کے بغیر نہیں چھوڑتی اور بے جا طعنہ کرنے والا خود مورد قہر الہی ٹھہرتا ہے۔ غور کرو کہ قرآن شریف میں صاف آتا ہے **وَجَاهِدْ وَافِيَ اللَّهُ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ (الحج: ۷۹)** اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں خوب کوشش۔ جس نے پسند کیا تم کو اور نہیں کی تمہارے لئے دین میں کوئی تنگی۔ وہ دین جو تمہارے باپ ابراہیم کا ہے جس نے تمہارا

نام مسلمان رکھا ہے۔ اب کیا ان آیات سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کے باپ کا نام ابراہیم ہوتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو حضرت ابراہیمؑ کی طرز پر کام کرتا اور ان کے بتائے ہوئے رستے پر چلتا ہے اور اسلام قبول کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایسا ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ کا بیٹا۔

ورنہ یہ بات ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کی سینکڑوں قومیں ایسی ہیں جو اسلام میں داخل ہیں مگر حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے نہیں اور نہ ان کی قوم کا حضرت ابراہیمؑ کے خاندان سے کوئی تعلق ہے پس جب خدا تعالیٰ نے ہر ایک اس شخص کو جو مسلمان ہوتا ہے۔ اور خدا کی راہ میں کوشش کرتا ہے حضرت ابراہیمؑ کا بیٹا قرار دیا اور بیٹے کے لفظ کو اس قدر وسیع کر دیا کہ بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل کی بھی کوئی شرط نہ رکھی تو پھر اگر آج اس خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی کو انہیں کا بیٹا قرار دیا تو کیا حرج ہے؟ جبکہ آج ہیں کروڑاں انسان جو مسلمان کہلاتے ہیں خواہ عرب کے رہنے والے ہوں یا شام کے غرضیکہ ایران، افغانستان، ہندوستان، چین، جاپان کے علاوہ یورپ و امریکہ کے باشندے بھی حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے کہلا سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں ان کو ابراہیمؑ کے بیٹے قرار دیتا ہے تو ایک شخص کو اگر حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا قرار دیا گیا تو کیا غضب ہوا پھر حدیث دیکھتے ہیں تو اس میں بھی بہت سے ایسے محاورات پاتے ہیں مثلاً معراج کی رات جب آنحضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے حضرت ابراہیمؑ کی نسبت پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ **هَذَا أَبُو لُقْمَانَ الصَّالِحِ** یعنی یہ تیرا نیک باپ ہے۔ اور ایسا ہی حضرت آدمؑ کی نسبت فرمایا۔ پس جب قرآن و حدیث سے یہ بات صاف ثابت ہے تو پھر حضرت اقدسؑ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان کو ایک لڑکے کا وعدہ تھا جو پورا نہ ہوا۔ خدا کے وعدے ٹلا نہیں کرتے اور وہ پورے ہو کر رہتے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی ہو گا۔ ان الہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہو گا۔ بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہو گا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہو گا۔ اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰ ابن داؤدؑ کہلاتے ہیں۔ ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا اور اس میری بات کی تائید خود حضرت اقدسؑ کے اس الہام سے بھی ہوتی ہے جو میں اوپر درج کر آیا ہوں یعنی **كُنْفُ هَذَا** جس کے معنی یہ تھے کہ حضرت اقدسؑ کے ہاں اب زینہ اولاد نہ ہوگی۔ چنانچہ اس کے بعد دو لڑکیاں ہوئیں اور لڑکا کوئی نہیں ہوا۔ اور خود حضرت اقدسؑ کا بھی یہی خیال تھا۔ کیونکہ انہوں نے بھی ایک الہام جس میں بیٹے کی بشارت تھی اپنے پوتے پر لگایا تھا ورنہ اگر ان کو یہ خیال ہوتا کہ میرے ہی بیٹا ہو گا تو

پوتے پر کیوں لگاتے۔ سمجھتے کہ آئندہ بیٹا ہو گا اور وہ الہام پورا ہو جائے گا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ وہ الہامات کسی آئندہ نسل کے لڑکے کی نسبت تھے۔ خواہ پوتا ہو یا پڑپوتا ہو یا کچھ مدت بعد ہو۔ اب بعض لوگ اعتراض کر سکتے ہیں کہ ایک شخص جس کے چار لڑکے موجود ہوں کہہ سکتا ہے کہ میرے ایک لڑکا ہو گا۔ اور چونکہ اسکے اولاد موجود ہے اس لئے اس کے کوئی نہ کوئی تو بچہ ہو گا ہی پس کیا ہم اس طرح اس کو نبی مان لیں۔ اس لئے یہ بات بھی یاد رہے کہ اول تو ہم اس کی دیگر نشانیوں کو دیکھیں گے کہ وہ اس کی نبوت پر گواہی دیتی ہیں یا نہیں اگر واقعی اس کے ساتھ ایسے نشانات ہیں۔ جن سے ایک شخص نبی قرار دیا جاسکتا ہے تو اس میں کیا شک ہے کہ وہ نبی ہے۔ پیٹھوں نیاں بعض بڑے جلال کی ہوتی ہیں۔ بعض معمولی درجہ کی ہوتی ہیں اور ذرا ذرا سے واقعات کی بعض اوقات نبی کو خبر دی جاتی ہے تو اس پر اس بات سے کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرے یہ کہ حضرت اقدسؑ نے صرف یہ پیٹھوئی نہیں کی کہ میرے ایک بیٹا ہو گا بلکہ اس کے ساتھ شرائط رکھے ہیں اور وہ یہ کہ وہ حلیم ہو گا نیک فطرت اور پاک ہو گا۔ اس زمانہ کے لوگوں میں سے ایک خاص امتیاز رکھتا ہو گا۔ اور یحییٰؑ نبی کی خصلتوں پر ہو گا۔ اور سب سے بڑی شرط یہ کہ وہ اس جلال کے ساتھ آئے گا کہ گویا اس کے زمانہ میں خدا خود زمین پر اتر آئے گا۔ پس اگر کوئی شخص اس قسم کی پیٹھوئی کرے اور وہ اپنے وقت پر پوری بھی ہو جائے تو کیا شک ہے کہ وہ سچا ہے اور اسکے الہام رحمانی ہیں۔ پس معترضین کو چاہئے کہ بجائے ان پیٹھوئیوں پر اعتراض کرنے کے ان پیٹھوئیوں کو دیکھیں جو اس خاص زمانہ کے لئے ہیں اور جو سینکڑوں کی تعداد میں پوری ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ اگر آئندہ ہونے والی پیٹھوئیوں کو نظر اعتراض سے دیکھا گیا تو کوئی نبی سچا ثابت نہ ہو سکے گا مثلاً حضرت موسیٰؑ نے خبر دی تھی کہ میری قوم شام کی دارث ہوگی اگر ان کے فوت ہونے سے انکی قوم بگڑ جاتی اور ان کو کافروں کا حال ٹھہراتی تو کس قدر مشکل پڑتی۔ یا جب حضرت داؤدؑ سے وعدے کئے گئے تھے اور وہ حضرت مسیحؑ کے وقت میں پورے ہوئے تو کیا درمیانی زمانہ کے لوگوں کا حق نہ تھا کہ وہ اعتراض کرتے کہ للہاں للہاں وعدہ پورا نہیں ہوا یا حضرت عیسیٰؑ نے جب اپنے حواریوں کو تختوں کے وعدے دیئے تھے اور اپنے لئے بادشاہی کی خبر دی تھی تو اس وقت اگر وہ لوگ انکار کر بیٹھے کہ خود تو سولی پر لٹکایا گیا معلوم نہیں ہمارا کیا حال ہو گا تو کیا ان کے لئے بہتر ہوتا یا ہمارے نبی کریم ﷺ نے ریل کی سواری کی خبر دی تھی جو آج کل آکر پوری ہوئی تو کیا سچ کی بارہ صدیوں کے لوگ دین اسلام کو ترک کر دیتے اور کفر اختیار کر لیتے کہ وہ نئی سواری کا وعدہ پورا نہیں ہوا۔ پس جب سب نبیوں سے

ایسا ہوتا چلا آیا ہے اور انہوں نے آئندہ زمانہ کی خبریں بھی دیں ہیں۔ تو اگر حضرت مسیح موعودؑ نے کچھ آئندہ کی خبریں دیں اور بتایا کہ میری نسل میں سے ایک ایسا لڑکا ہوگا جس کی ہیبت اس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اس کی مدد کے لئے اتر آیا تو کیا ہوگا؟ اس سے تو ان کی اور بھی سچائی ثابت ہوگی۔ اور اس وقت کے لوگ اس پیٹھ کوئی کوپورا ہوتے دیکھیں گے۔ اور مزہ اٹھائیں گے۔ آج کل کے لوگوں سے جو وعدے ہیں وہ ان پر غور کریں اور ان پر جو شکوک ہیں وہ بیان کریں اور توبہ استغفار ساتھ کرتے رہیں تا انہیں اصل حقیقت معلوم ہو اور خدا اپنے خاص فضل سے ان پر سچائی کھول دے۔ اور وہ صراط مستقیم دیکھ لیں تاکہ ہلاکت سے بچ جائیں۔ ورنہ جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں یہ بیٹے کی پیٹھ کوئی تو کسی ایسے لڑکے کی نسبت ہے جو آپ کی نسل سے ہوگا اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اس کے ساتھ ہوگی۔ اور یہ بھی میں ثابت کر آیا ہوں کہ حضرت اقدس کے الہامات میں ہی اس قسم کے استعارہ نہیں ہیں بلکہ پہلے نبیوں کے کلام میں اور قرآن و حدیث میں بھی ہیں کہ بیٹا کہا جاتا ہے اور مراد نسل میں سے کوئی آدمی ہوتا ہے۔